الامام المحدث شمس الدین ابو عبداللہ ابن القیم الجوزیہ

نام کتاب : گناہ اور ان کے اثرات

مولف : امام ابن قیم الجوزیہ (رحمۃ اللہ علیہ)

صفحات : ۴۸

ناشر : دار الکتب الاسلامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وبعد

گناہ چھوٹا ہو یا بڑا اس سے بچنا اور دور رہنا ہر ایک کے لئے نہایت ضروری ہے اسلامی شریعت نے اپنے ماننے والوں کو ہر طرح کی برائی اور گناہ سے پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے گناہوں سے بچنا اور نیکیوں کو اختیار کرنا ہی تقویٰ ہے۔

زیر اشاعت رسالہ عالم اسلام کے عظیم محدث وعالم علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی تحریر ہے جس میں علامہ موصوف رحمہ اللہ نے گناہ اور ان کے اثرات پر کتاب وسنت کی روشنی میں بیان فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس رسالہ کا ہر مسلمان کو مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ وہ گناہ کی حقیقت اور انسانی زندگی پر پڑنے والے اسکے برے اثرات سے واقف ہوسکے اور اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرسکے۔

دارالکتب الاسلامیہ دہلی نے معاشرہ کی اصلاح کے لئے اس رسالہ کو نہایت معیاری انداز میں شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اہل خیر سے گزارش واپیل ہے کہ اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ خرید کر مسلمانوں میں تقسیم فرما کر دعوت حق کا فریضہ ادا کریں ہماری دعا ہے کہ رب العالمین اس رسالہ کو مسلمانوں کے لئے مفید بنائے اور مئولف وناشر اور معاونین کو اجر عظیم سے نوازے

وصلی اللہ علی النبی

شکیل احمد میرٹھی

دارالکتب الاسلامیہ دہلی

14 مارچ 2002

گناہ اور ان کے اثرات

گناہ اور معصیت حد درجہ مضر چیز ہے' البتہ مضرت اور برے اثرات کے درجے الگ الگ ہیں- نیز یوں بھی دنیا اور آخرت میں پھیلی ہوئی ہر بیماری اور بگاڑ کی تہہ میں گناہ اور معصیت کے برے اثرات ہی کار فرما ہوتے ہیں-

چنانچہ دیکھنا چاہئے کہ آخر وہ کیا چیز تھی' جس نے ماں باپ کو لذت' راحت' خوشی اور مسرت کے ابدی مقام جنت سے' رنج' غم' درد اور مصیبت کے دائمی گھر یعنی دنیا میں لا ڈالا--- ؟ وہ کون سی چیز تھی جس نے ابلیس کو آسمان کی بادشاہت سے نکال پھینکا' اسے راندہ درگاہ اور لعنت ملامت کے قابل بنایا- اس کے ظاہر اور باطن کو مسخ کر ڈالا' اس کی صورت کو بدنما اور اس کی شکل کو بگاڑ ڈالا' اس کے ظاہر سے زیادہ اس کے باطن کو بدہیئت اور ناگواز کیا' اس کے اندر ایسا عظیم انقلاب پیدا کیا کہ وہ نزدیک تھا اس کو دور پھینک دیا گیا' رافت و رحمت کے لائق تھا' لعنت اور ملامت کے قابل اس کو بنایا' حسن و جمال سے مالا مال تھا' بدصورتی اور پھوہڑ پن اس کے حصے میں آیا' جنت میں تھا' دہکتی ہوئی آگ اس کا مقدر بنی' ایمان اور یقین والا تھا' بے ایمان اور سرکش ہوا' خوبی اور ستائش والے آقا کا جتنا دم بھرتا تھا' اب اتنا ہی زیادہ اس کی عداوت' اس کے خلاف سرگرمی اور مشقت اٹھانے میں حد سے آگے بڑھ گیا- وہ تسبیح و تقدس اور وحدانیت کا وظیفہ حرز جاں کئے ہوئے تھا' کفر و شرک' مکر و فریب' دروغ گوئی اور فحش اس کی

فطرت ثانیہ بنی' ایمان کا جامہ اتار کر کفر' فسق اور معصیت کا لباس پہنا اور اس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ بارگاہ خداوندی میں حد درجہ ذلیل و خوار ہوا- اپنی دشمنی' سرکشی اور نافرمانی سے قعر مذلت میں گرتا چلا گیا' پروردگار عالم کا غیظ و غضب اس کے اوپر نازل ہوا' اور اللہ نے اس کو پست اور سرنگوں کیا' بغض اور ناپسندیدگی کا مستحق ہو کر زبوں حال اور ذلیل و خوار ہوا اور تمام فاسقوں اور مجرموں کی چودھراہٹ کا جوا اپنے گلہ میں ڈالا' اور کہاں تو اس قدر عبادت اور بندگی میں اس کے دن گذرے تھے' اور کہاں ایسی نامراد قیادت اس کے حصے میں آئی- سچ ہے اللہ کی حکم عدولی اور اس کے نواہی کی خلاف ورزی سے ہم صرف اسی کی پناہ چاہتے ہیں-

ہاں وہ کیا چیز تھی' جس نے دھرتی کے تمام باشندوں کو طوفان میں ایسا غرق کیا کہ پانی پہاڑوں کی اونچی چوٹیوں تک جا پہنچا' عاد کی قوم پر ایسی آندھی آئی جس نے اس قوم کے ایک ایک قد آور اور بلند و بالا فرد کو کھجور کے لمبے لمبے تنے کی طرح مردہ اور بے حس و حرکت زمین پر ڈال دیا- ان کی آبادی' کھیت' کیار' چوپائے اور مویشی غرض ایک ایک چیز کو فنا کے گھاٹ اتار دیا' اور قوم کا ہر ہر متنفس تا قیامت آنے والے انسانوں کے لئے عبرت کا سامان بنا- وہ کون سی چیز تھی؟ جس نے ثمود کی قوم پر ایسی چیخ اور چنگھاڑ مسلط کی' جس کی تیز آوازوں نے ان کے دل' سینے اور پیٹ کو چیر کر رکھ دیا' اور قوم کا آخری آدمی بھی عذاب کی آہنی گرفت سے بچ نہیں سکا-

وہ کیا چیز تھی' جس نے قوم لوط (علیہ السلام) کی بستیوں کو اتنا اونچا اٹھایا کہ آسمان کی بلندی پر قدسیوں نے ان کی بستی کے کتوں کی آوازیں سنیں' پھر وہاں سے اس بستی کو الٹ کر اسے اوندھا کر دیا گیا- ایک ایک متنفس ہلاک ہوا' اس پر مستزاد آسمان سے ان کے اوپر مسلسل پتھروں کی بارش ہوتی رہی' اور اس طرح اس قوم کو جتنی بڑی سزا ملی' دنیا کی کسی قوم پر اتنا عذاب نازل نہیں ہوا' اور

جو قوم بھی اس عادت بد کا شکار ہوگی' اسی قسم کی عبرت ناک سزا کی مستحق ہوگی' کیونکہ ظالموں سے خدا کا عذاب کچھ دور نہیں ہے۔

وہ کون سی چیز تھی جس نے حضرت شعیبؑ کی قوم پر سائبان کی شکل میں بادلوں کا عذاب نازل کیا' ابر کی یہ چھتری جب ان کے اوپر تن جاتی' تو اس کے اندر سے آگ کے شعلے نمودار ہوتے اور دہکتے ہوئے انگاروں کی بارش ہوتی' وہ کیا چیز تھی جس نے فرعون اور اس کی قوم کو دریا میں ڈبو دیا اور ان کی روحوں کو دوزخ میں پھینک دیا' ایک طرف جسم تہہ آب ہوا' تو دوسری طرف ان کی روحیں شعلہ پوش ہوگئیں۔ ہاں وہ کون سی چیز تھی جس نے قارون کو' اس کے گھربار کو اور اس کے اہل و عیال کو زمین کی گہرائی کا پیوند بنایا۔ وہ کیا چیز تھی' جس نے نوح کے بعد کی کتنی ہی قوموں کو قسم قسم کا عذاب دے کر ملیا میٹ کیا۔ وہ کون سی چیز تھی' جس نے قوم عاد کی معاصر قوم کو زبردست چنگھاڑ سے ہلاک کیا' جس کی وجہ سے اس قوم کا ایک ایک فرد حواس باختہ ہو کر فنا کے گھاٹ اتر گیا۔ وہ کون سی چیز تھی جس کی پاداش میں بنی اسرائیل پر ان سے زیادہ سخت گیر اور لڑاکا قوموں کو مسلط کیا گیا' جو ان کے گھروں میں گھس پڑے' ان کے مردوں کو تہہ تیغ کیا۔ بچوں اور عورتوں کو غلام اور کنیز بنایا' گھربار کو آگ لگادی' مال و دولت کو لوٹ لیا' پھر جب دوسری بار یہی جنگجو قوم حملہ آور ہوئی تو جتنوں کو ان سے ہلاک کرتے بنا' انھوں نے ہلاک کیا اور جس پر ان کا بس چلا' اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ آخر وہ کیا چیز تھی جس نے پھر ان مجرم قوموں پر طرح طرح کی سزاؤں کو نافذ کیا' کبھی وہ موت کے گھاٹ اتارے گئے' کبھی قید و بند میں مبتلا ہوئے' ان کے گھر اجاڑے گئے' ان کی بستیاں ویران کی گئیں' کبھی ظالم بادشاہوں کے خونیں پنجوں میں گرفتار ہوئے' کبھی ان کی صورتیں بندر اور سور کی بنادی گئیں۔ یہاں تک کہ اللہ رب العزت نے قسم کھا کر یہ اعلان کیا کہ تاقیامت ان پر ایسے لوگوں کا تسلط رہے گا' جو انھیں طرح طرح کا عذاب دیتے رہیں گے۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں' ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا' ان سے صفوان ابن عمرو نے' ان سے عبدالرحمٰن بن جبیرؒ بن نفیر نے اور ان سے ان کے والد (جبیرؒ) نے یہ حدیث بیان کی کہ وہ کہتے تھے کہ جب قبرص فتح ہوا' اور وہاں کے باشندوں میں افراتفری اور کہرام مچ گیا' تو وہ ایک دوسرے کے آگے رونے دھونے اور واویلا کرنے لگے' اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ حضرت ابو درداءؓ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں' میں نے عرض کیا' ابو درداء کیا آج رونے کا دن ہے؟ جبکہ آج اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو عزت اور اکرام سے نوازا اور ان پر اپنا فضل و کرم ہے۔ کیا' ابو درداء نے جواب دیا جبیر! تمھارا برا ہو' تم نے نہیں دیکھا کہ کوئی مخلوق جب احکام الٰہی کو توڑ دیتی ہے' تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی کیا عزت رہ جاتی ہے' بھلا سوچو کہ کیا ان لوگوں کو شان و شوکت حاصل نہیں تھی' کیا ان کا اپنا کوئی بادشاہ نہیں تھا؟ لیکن جب انھوں نے احکام خداوندی کی نافرمانی کی' اور ان کو ٹھکرا دیا' تو ان کی کیا درگت بنی' تم یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو---!

علی بن جعد کہتے ہیں'' ہمیں شعبہ نے' اور انھیں عمرو بن مرہ نے خبر دیتے ہوئے کہا کہ میں نے ابوالبختری سے سنا' وہ کہتے تھے' ایک شخص جس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' مجھ سے نقل کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا:-

((لَنْ يَهْلَكَ النَّاسُ حَتّٰى يَعْذَرُوا مِنْ اَنْفُسِهِمْ))

''لوگ جب تک بکثرت گناہ نہیں کریں گے' ہلاک نہیں ہوں گے۔''

مسند احمد میں حضرت ام سلمہؓ کی یہ حدیث مذکور ہے کہ انھوں نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرماتے تھے۔

((اِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَاصِيْ فِيْ اُمَّتِيْ عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا فِيْهِمْ يَوْمَئِذٍ اُنَاسٌ صَالِحُوْنَ قَالَ' بَلٰى' قُلْتُ' فَكَيْفَ يُصْنَعُ بِاُولٰٓئِكَ قَالَ يُصِيْبُهُمْ مَا اَصَابَ النَّاسَ' ثُمَّ يَصِيْرُوْنَ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ))

"جب میری امت میں معاصی کی کثرت ہو گی' تو اللہ ان پر اپنا ہمہ گیر عذاب مسلط کرے گا۔ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ! کیا ان دنوں ان کے اندر نیک لوگ نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا تو ان کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ ہو گا؟ فرمایا' عام لوگوں کو جو مصیبت پہنچے گی' وہ لوگ بھی اس کا شکار ہوں گے۔ پھر انجام کار اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ان کا ٹھکانا ہو گی۔"

رسول اللہ ﷺ سے منقول حضرت حسن کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ:

((لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ تَحْتَ يَدِاللّٰهِ وَفِيْ كَنَفِهِ مَالَمْ يُمَالِئْ اُمَرَاءُهَا قُرَّاءَ هَا وَمَالَمْ يُزَكِّ صُلَحَاءُ هَا فُجَّارَهَا وَمَالَمْ يُهِنْ خِيَارُهَا اَشْرَارَهَا فَإِذَا هُمْ فَعَلُوا ذٰلِكَ رَفَعَ اللّٰهُ يَدَهُ عَنْهُمْ ثُمَّ سَلَّطَ عَلَيْهِمْ جَبَابِرَتَهُمْ فَسَامُوْهُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ ثُمَّ ضَرَبَهُمُ اللّٰهُ بِالْفَاقَةِ وَالْفَقْرِ))

"یہ امت اس وقت کہ اللہ کے ہاتھ کے نیچے اور اس کے جوار میں ہو گی' جب تک کہ اس امت کے امرا اپنے علما کی موافقت اور ان کی اعانت نہیں کریں گے' امت کے صالحین' فاسقوں اور فاجروں کو صالح اور نیک نہیں بتائیں گے' اور اچھے لوگ بروں کی اہانت اور تذلیل نہیں کریں گے اور جب وہ غلط عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے اوپر سے اپنا ہاتھ اٹھا لے گا' پھر ان کے اوپر انہی میں سے سرکش لوگوں کو مسلط کرے گا' جو انھیں بدترین عذاب دیں گے اور اللہ تعالیٰ انھیں فقر و فاقہ میں مبتلا کر دے گا۔"

مسند میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ))

"اپنے گناہوں کی بدولت آدمی کبھی اپنی روزی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔"

نیز انھوں نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((یُوْشِكُ اَنْ تَتَدَاعٰی الْاُمَمُ مِنْ کُلِّ اُفُقٍ كَمَا تَدَاعَی الاٰکِلَةُ عَلٰی قَصْعَتِهَا قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِنْ قِلَّةٍ مِنَّا یَوْمَئِذٍ؟ قَالَ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ كَثِیْرٌ ، وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّیْلِ تَنْزِعُ الْمَهَابَةُ مِنْ قُلُوْبِ عَدُوِّكُمْ وَیَجْعَلُ فِیْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالُوا وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الْحَیَاةِ وَكِرَاهِیَةُ الْمَوْتِ))

"عنقریب ایسا ہوگا کہ جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کو دسترخوان کی طرف بلاتے ہیں اسی طرح (دشمن) تو تمہیں لقمۂ تر سمجھ کر چاروں طرف سے تم پر ٹوٹ پڑیں گی——! ایک شخص نے عرض کیا، کیا ایسا ہماری قلت تعداد کی وجہ سے ہوگا۔؟ آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت ہو گے، لیکن تمھاری حیثیت خس و خاشاک سے زیادہ نہیں ہوگی، تمھارے دشمنوں کے دلوں سے تمھارا رعب اٹھ جائے گا اور تمھارے اندر "وہن" کی بیماری پیدا ہو جائے گی، آپ سے سوال کیا گیا حضور وہن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "زندگی کی محبت اور موت سے نفرت۔"

مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَمَّا عُرِجَ بِیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظَافِرُ مِنْ نُحَاسٍ یَخْمِشُوْنَ بِهَا وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ یَا جِبْرَئِیْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَیَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِهِمْ))

"جب مجھے معراج کرائی گئی، تو میرا گذر ایک قوم پر ہوا، جن کے ناخن

تانبے کے تھے' جن سے وہ اپنے چہرے اور سینوں کو کھرچتے تھے' میں نے کہا' جبریل: (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا یہ وہ ہیں' جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے' اور ان کی عزت لوٹتے تھے۔"

حضرت حسن کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ:

((اِذَا اَظْهَرَ النَّاسُ الْعِلْمَ وَضَيَّعُوْا الْعَمَلَ وَتَحَابُّوْا بِالْاَلْسُنِ وَتَبَاغَضُوا بِالْقُلُوْبِ وَتَقَاطَعُوا الْاَرْحَامَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ ذٰلِكَ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ))

"جب لوگ علم کا مظاہرہ کریں گے' مگر عمل سے کورے ہوں گے' زبانی محبت کا دعویٰ کریں گے' لیکن دلوں میں نفرت اور بغض رکھیں گے اور رشتوں ناطوں کو توڑ دیں گے' تو اللہ تعالیٰ ان پر لعنت برسائے گا' اور ان کے کانوں کو بہرا اور ان کی آنکھوں کو اندھا بنا دے گا۔"

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر بن خطابؓ کی ایک حدیث میں ہے:

((كُنْتُ عَاشِرَةَ عَشْرَةِ رَهْطٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِوَجْهِهٖ فَقَالَ يَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ خَمْسُ خِصَالٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ تُدْرِكُوهُنَّ مَا ظَهَرَتِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ اَعْلَنُوْا بِهَا اِلَّا ابْتُلُوا بِالطَّوَاعِيْنَ وَالْاَوْجَاعِ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ فِيْ اَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوا وَلَانَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا ابْتُلُوا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمَوْنَةِ وَجَوْرِالسُّلْطَانِ وَمَا مَنَعَ قَوْمٌ زَكٰوةَ اَمْوَالِهِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَمِنَ السَّمَاءِ فَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا وَلَا خَفَرَ قَوْمٌ الْعَهْدَ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ فَاَخَذُوا بَعْضَ مَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَمَا لَمْ تَعْمَلْ اَئِمَّتُهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ كِتَابِهٖ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ))

"وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب مہاجرین کی دس کی جماعت

میں ' میں دسواں آدمی تھا (ہم بیٹھے تھے کہ) اتنے میں رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:- گروہ مہاجرین! پانچ قسم کی عادتوں سے میں اللہ کی پناہ اور حفاظت چاہتا ہوں 'ایسا نہ ہو کہ تم اس کا شکار ہو جاؤ' (۱) جو قوم کھلم کھلا برائی اور بے حیائی کرے گی 'اللہ تعالیٰ انھیں بھوک اور طاعون میں اس طرح مبتلا کر دے گا کہ اس سے پہلے کبھی کوئی اس طرح مبتلا نہیں ہوا ہو گا- (۲) اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی 'اللہ تعالیٰ انھیں قحط سالی 'سخت محنت مشقت اور ظالم بادشاہوں کے ظلم و ستم میں مبتلا کرے گا- (۳) اور جو قوم اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دے گی 'اللہ تعالیٰ انھیں بارش کے قطروں سے محروم کر دے گا' اور اگر ان کے مویشی نہ ہوتے تو پانی کی ایک بوند بھی ان پر نہ گرتی (۴) اور جو قوم عہد شکنی کرے گی اللہ تعالیٰ ان کے اوپر اجنبی دشمنوں کو مسلط کر دے گا' جو ان کے ہاتھوں کی ایک ایک چیز چھین لیں گے (۵) اور جب قوم کے سردار اور امام کتاب اللہ کے موافق عمل نہیں کریں گے 'تو اللہ تعالیٰ انھیں آپس میں سخت لڑائی اور جھگڑے میں مبتلا کر دے گا-"

امام احمدؒ فرماتے ہیں 'ہم سے اسود بن عامر نے نقل کیا 'ان سے ابو بکر نے ' ان سے اعمش نے 'ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے حضرت ابن عمرؓ نے اس حدیث کو نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے-

((اِذَا ضَنَّ النَّاسُ بِالدِّیْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَتَبَایَعُوا بِالْعِیْنَةِ وَتَبِعُوا اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَ تَرَكُوْا الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهِمْ بَلَاءً لَایَرْفَعُهُ حَتّٰی یُرَاجِعُوا دِیْنَهُمْ)) (ابو داؤد نے سند حسن کے ساتھ اس کو نقل کیا)

"جب لوگ درہم اور دینار کے اندر بخل کریں گے 'ایک دوسرے سے بیع عینہ کریں گے ' بیلوں کی دم کے پیچھے چلیں گے 'اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیں گے 'تو اللہ تعالیٰ ان پر اس وقت بلا اور آزمائش مسلط کرے

گا' تاوقتیکہ وہ اپنے دین کی طرف لوٹ کر نہیں آ جائیں گے۔"

بنی اسرائیل کے ایک نبی نے بخت نصر کا اپنی قوم کے ساتھ برتاؤ دیکھا تو فرمایا "ہماری اپنے کرتوتوں کی وجہ سے (اے اللہ) تو نے ہم پر ایسا آدمی مسلط کیا' جو تجھ کو نہیں پہچانتا ہے' نہ ہم پر رحم کرتا ہے"---- بخت نصر نے حضرت دانیالؑ سے کہا تھا "کس چیز نے تیری قوم پر مجھ کو مسلط کیا" آپ نے جواب میں فرمایا: "تیرے بھاری گناہوں نے' اور میری اپنی قوم کے خود اپنے اوپر ظلم وستم نے۔"

حضرت حسن سے ایک مرسل روایت منقول ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو ان کا معاملہ ان کے عقلمندوں کے سپرد کر دیتا ہے' اور جو مال غنیمت انھیں میسر آتا ہے' اس کو ان کے سخی اور فراخ دل لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے' اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ برائی کرتا ہے' تو ان کا معاملہ اس قوم کے احمق اور نادانوں کے حوالے کر دیتا ہے' اور ان کا مال غنیمت ان کے بخیلوں کے سپرد کر دیتا ہے۔"

صحیح بخاری میں حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے۔

((يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقىٰ فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ فِي النَّارِ فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرُحَاهُ فَيَجْتَمِعُ عَلَيْهِ اَهْلُ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ اَيْ فُلَانُ مَاشَانُكَ اَلَسْتَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ، قَالَ بَلىٰ ، اِنِّيْ كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا آتِيْهِ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيْهِ))

"ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے دوزخ میں جھونک دیا جائے گا' جس سے اس کی آنتیں آگ کے اندر ابل کر گر پڑیں گی' وہ شخص اس کے گرد اس طرح گھومے گا' جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔

اس حالت زار کو دیکھ کر دوزخی اس کے گرد اکٹھا ہوں گے' اور کہیں گے اے فلاں! تیرا یہ حال کیونکر ہوا؟ کیا تو ہمیں نیکی اور بھلائی کا حکم نہیں دیتا تھا' اور برائی سے نہیں روکتا تھا؟ وہ کہے گا' ہاں میں یہی کرتا تھا' لیکن دراصل میں تمھیں بھلائی سکھاتا تھا' لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا' تمھیں برائی سے روکتا تھا' لیکن خود اس سے باز نہیں آتا تھا۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُهْلِكْنَهُ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلاً كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوا اَرْضَ فَلَاةٍ فَحَضَرَ صَنِيْعُ الْقَوْمِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْطَلِقُ فَيَجِيْءُ بِالْعُوْدِ وَالرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالْعُوْدِ حَتّٰى جَمَعُوْا سَوَادًا وَاَجَّجُوْا نَارًا وَاَنْضَجُوْا مَا قَذَفُوْا فِيْهَا))

"حقیر گناہوں سے بھی بچتے رہو! کیونکہ یہ گناہ جب اکٹھا جمع ہو جاتے ہیں تو آدمی کو ہلاک کر دیتے ہیں' پھر اس کی مثال دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا' جیسے ایک قوم نے کسی چٹیل میدان میں پڑاؤ ڈالا۔ اتنے میں ان کے کھانے کا وقت آجاتا ہے' تب ایک شخص جا کر لکڑی لے آتا ہے' دوسرا جاتا ہے اور وہ بھی کہیں سے لکڑی لے آتا ہے' یہاں تک کہ ڈھیر ساری لکڑیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کا الاؤ بنتا ہے' اور وہ لوگ اس کے اوپر کھانے کی چیزیں رکھ کر پکاتے ہیں۔"

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے منقول ہے' فرماتے ہیں کہ "آج تم جو بعض کام کرتے ہو' تمھاری نظروں میں اس کی حیثیت بال کے برابر بھی نہیں ہوتی ہو گی' لیکن رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم اسی کو نہایت تباہ کن تصور کرتے تھے۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ رسول ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

((عُذِّبَتْ اِمْرَاَةٌ فِیْ هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ فَدَخَلَتِ النَّارَ لاَ هِیَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا وَلَا هِیَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ))

''ایک عورت پر بلی کی وجہ سے عذاب ہوا' اس نے ایک بلی بند کر رکھی تھی' یہاں تک کہ بلی مر گئی' اس کی وجہ سے وہ عورت دوزخ میں گئی' وہ اسے نہ کھانے کو دیتی تھی' نہ پینے کو' نہ اس کو چھوڑ دیتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھالیتی۔''

❋ ❋ ❋

گناہ انسانی جسم پر کیا اثرات مرتب کرتا ہے؟

معصیت اور گناہوں کے نہایت مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ان کا برا اثر دل اور جسم پر یکساں پڑتا ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے ہمہ گیر نقصانات کا اندازہ اللہ رب العزت کی ذات کے سوا کوئی بھی نہیں لگا سکتا۔

۱- علم سے محرومی: حقیقت یہ ہے کہ علم اللہ کا نور اور اس کا دیا ہوا اجالا ہے؛ جس کو وہ دل اور ضمیر میں اتارتا ہے اور معصیت اس نور کو بجھا دیتی ہے۔امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ جب آپ نے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور ان کے درس میں حاضر ہوئے تو ان کی ذہانت، ہوش مندی اور کمال سمجھداری کو دیکھ کر امام مالک دنگ رہ گئے۔آپ نے اپنے اس شاگرد سے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ اللہ نے تمھارے دل پر نور کی ضیا بار کرنیں اتاری ہیں۔دیکھنا معصیت کی اندھیاری سے اس کو بجھا نہ دینا۔انہی امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِيْ فَاَرْشَدَنِيْ اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ

”میں نے (اپنے استاد) وکیع سے اپنے خراب حافظے کی شکایت کی۔انھوں نے مجھے نصیحت کی کہ معصیت اور گناہ کو چھوڑ دو۔“

وَقَالَ اِعْلَمْ بِاَنَّ الْعِلْمَ فَضْلٌ وَ فَضْلُ اللّٰهِ لَا يُؤْتَاهُ عَاصِيْ

اور یہ بھی کہا کہ جان لو، علم اللہ کا فضل اور اس کا کرم ہے اور اللہ کا فضل و کرم کسی نافرمان کو نہیں دیا جاتا۔

۲- رزق اور روزی سے محرومی: مسند میں درج ہے کہ معصیت کے ارتکاب کی وجہ سے بندہ روزی تک سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ روایت اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرنے سے روزی میں افزائش ہوتی ہے، لہٰذا پرہیزگاری اور خدا کا خوف نہ کرنے سے لامحالہ فقر و فاقہ تیزی سے لاحق ہوتا ہے۔ بنابریں معصیت نہ کرنے سے رزق جتنا زیادہ ہوتا ہے کسی اور چیز سے زیادہ نہیں ہوتا۔

۳- وحشت اور گھبراہٹ کا احساس: معصیت کا ارتکاب کرنے والا ہمیشہ اپنے پروردگار سے از خود ڈرتا ہے۔ یہ ڈر اور گھبراہٹ اسے اپنے اور اپنے رب کے درمیان اتنی شدت سے محسوس ہوتی ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی لذت اور راحت اسے نہ کوئی مزہ دیتی ہے، نہ کسی قسم کا آرام پہنچانے دیتی ہے، اور اگر اس ایک وحشت کے مقابلے میں دنیا بھر کی لذت اس کے چاروں طرف گھیرا ڈال دے تو اسے ان لذتوں کا احساس تک نہیں ہوتا، لیکن اس نفسیاتی کیفیت کا صحیح اندازہ وہی لگا سکتا ہے، جس کے اندر زندگی کی رمق ہو، ورنہ جس کا بدن مردہ ہو جائے، اسے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے کہاں احساس ہو گا؟ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی اس وحشت میں پڑنے سے بچنے کے لئے بھی گناہوں کے چھوڑ دینے کا دل میں احساس پیدا کر لے تو اس دانا اور باہوش آدمی کے لئے پہلی فرصت میں یہی مناسب ہے کہ وہ گناہوں کو فوراً چھوڑ دے۔

۴- معصیت اور گناہ کے ارتکاب سے عمر گھٹتی ہے: زندگی کی برکتیں لازمی طور پر سکڑ کر محدود ہو جاتی ہیں اور یہ واقعہ ہے، اس لئے کہ اگر نیکی سے عمر بڑھتی ہے تو فسق و فجور اور معصیت سے اس کا الٹا اثر ہونا ناگزیر ہے، لیکن یہاں

اس اجمال کی تفصیل میں ماہرین کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ عاصی اور گنہگار کی زندگی میں کمی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی زندگی کی برکتیں زائل ہو جاتیں ہیں اور اس کی پوری زندگی بے برکت اور بے کیف ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہی نظریہ حق اور درست ہے اور معصیتوں کا یہ نتیجہ لازمی ہے۔ لیکن دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ معصیت کی وجہ سے زندگی سچ مچ کم ہو جاتی ہے' جیسے روزی میں کمی آجاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روزی میں برکت کے بکثرت اسباب پیدا فرمائے ہیں' جن سے روزی گھٹتی اور بڑھتی ہے۔ اسی طرح عمر میں برکت کی وجوہات بھی متعدد ہیں' جن کی وجہ سے زندگی کی گھڑیاں پھیلتی اور سکڑتی ہیں۔

۵۔ معصیت کے نتیجے میں معصیت پیدا ہوتی ہے اور ایک برائی کے نتیجے میں دوسری برائی جنم لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برائی کرنے کے بعد بندہ اس کی گرفت سے نکلنے اور آزاد ہونے نہیں پاتا' چنانچہ بعض اسلاف نے کہا ہے کہ برائی کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی اس کے بعد بھی برائی ہی کرتا ہے' جبکہ نیکی کا صلہ یہ ہے کہ اس کے بعد نیکی ہی عمل میں آتی ہے' گویا بندہ جب نیک کام کرتا ہے تو اس نیکی سے متصل دوسری نیکی کہتی ہے کہ مجھ پر بھی عمل کرلے۔ پھر تیسری نیکی کہتی ہے کہ مجھ پر بھی عمل کرتا جا۔ اس طرح سلسلہ یونہی دراز ہوتا چلا جاتا ہے اور نیکیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ بعینہ یہی حال برائیوں کا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اطاعت اور معصیت کی اپنی اٹل ہیئت' پختہ صورت اور ثابت اور استوار کیفیت اور صلاحیت ہوتی ہے۔ اب جو کوئی نیکی کرتا ہے' اگر وہ نیکی کرنا چھوڑ دے تو اس کے دل میں تنگی اور درشتی پیدا ہو گی۔ زمین کشادہ ہونے کے باوجود اسے تنگ دکھائی دے گی اور دلی طور پر اسے احساس ہو گا کہ گناہ کرنے کے بعد اس کی حالت ماہیٔ بے آب کی سی ہے' جو اس وقت تک تڑپتی اور مضطرب رہتی ہے' جب تک کہ لوٹ کر پھر پانی میں نہ چلی جائے۔ جب وہ مچھلی پانی میں چلی جاتی ہے تو اس کی

جان میں جان آتی ہے اور اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں-اس کے برخلاف اگر عادی مجرم معصیت سے محترز ہوتا ہے اور اطاعت کی زندگی گزارنا چاہتا ہے- تب اس کا دل عجیب سی گھٹن محسوس کرتا ہے-اس کا سینہ جلتا ہے اور اسے راہیں مسدود نظر آتی ہیں اور یہ کیفیت اس کے اوپر اس وقت تک برقرار رہتی ہے' جب تک کہ وہ لوٹ کر پھر سے برائی نہ کرلے-یہی وجہ ہے کہ اکثر فاسق و فاجر لوگ گناہ بے لذت کے طور پر معصیت کا ارتکاب کرتے ہیں-ان کے اندر کوئی خاص داعیہ اور طلب نہیں پیدا ہوتی' اس کے باوجود گناہ کی طرف مائل ہوجاتے ہیں- اتنا ضرور ہے کہ گناہ کرنے کے بعد اسے چھوڑ دینے سے ان کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے اور وہ پھر پلٹ کر گناہ کرڈالتے ہیں- چنانچہ سید الطائفہ حسن بن ہانی نے کہا ہے۔

وَكَأْسٍ شَرِبْتُ عَلَى لَذَّةٍ وَأُخْرَى تَدَاوَيْتُ مِنْهَا بِهَا

شراب کا ایک پیالہ تو میں نے لذت کے حصول کے لئے پیا (اس سے جو درد اٹھا) اس کے علاج کے لئے دوا کے طور پر دوسرا پیالہ لیا۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے ۔

فَكَانَتْ دَوَائِيْ وَهِيَ دَائِيْ بِعَيْنِهٖ كَمَا يَتَدَاوَى شَارِبُ الْخَمْرِ بِالْخَمْرِ

جس سے مجھے درد ہوا وہی میری دوا ٹھہری جیسے شرابی پی پی کر اپنا علاج کرتا ہے۔

۶- یہ چیز بندے کے لئے اور بھی خطرناک ہے: اس سے قوت ارادی میں کمزوری آتی ہے- برائی کا ارادہ طاقت پاتا ہے تو یہ ارادہ رفتہ رفتہ مضمحل اور کمزور ہوتا جاتا ہے- یہاں تک کہ توبہ کا یکسر خیال ہی دل سے نکل جاتا ہے اور اگر دل پر نیم مردنی سی چھا گئی تو انابت الی اللہ کا حوصلہ کہاں باقی رہے گا' کیونکہ ایسے حال میں اگر توبہ اور استغفار کیا بھی تو زبان زیادہ تر جھوٹ اور دروغ گوئی کا شکار ہوگی-دل میں معصیت کی تہ بہ تہ سلوٹیں پڑی ہوں گی اور دل کے کسی گوشے

میں یہ خیال بھی انگڑائیاں لے رہا ہوگا کہ کہاں ایسا موقع ملے کہ گناہ کر گزرے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی ایک بڑی بیماری ہے جس سے ہلاکت یقینی ہے۔

۷۔ اس میں شک نہیں کہ ایک ایک معصیت اور برائی ان پچھلی قوموں کا ناپاک ورثہ ہے' جنہیں اللہ نے ہلاک کیا۔ انہی قوموں سے ہو کر یہ بیماری ان کے بعد آنے والی قوموں میں سرایت کر گئی۔ چنانچہ لواطت اور اغلام بازی لوط علیہ السلام کی قوم کا ورثہ ہے۔ زائد حق وصول کرنا اور کم سے کم حقوق دوسروں کو ادا کرنا یا بالفاظ دیگر ناپ تول میں کمی کرنا حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا ترکہ ہے۔ زمین میں فساد برپا کرنا' فرعونیوں کی مخصوص روش تھی اور تکبر' زور' زبردستی اور اکڑ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کا وطیرہ تھا۔ لہٰذا جو قومیں ان میں سے کسی بھی ناپاک ورثے کو اپناتی ہیں' وہ انہی قوموں کی اترنوں کو پھر سے اپنے بدن پر ڈال لیتی ہیں' حالانکہ مذکورہ بالا تمام قومیں اللہ کی دشمن تھیں۔

۸۔ گناہ اور معصیت سے بندہ اپنے رب کے سامنے ذلیل و خوار ہوتا ہے اور اس کی نظروں کے سامنے گر جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں' خوار و زبوں ہو کر انھوں نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اگر اپنی عزت نفس کا انھیں ذرا بھی احساس ہوتا تو اللہ تعالیٰ بھی انھیں محفوظ و مامون رکھتا۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ جب بندہ از خود ذلیل اور خوار ہوگا تو کون بھلا اس کا اکرام کرے گا؟ جیسا کہ خود باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَالَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ﴾ (حج : ۱۸)

''اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں''

اور اگر اس قماش کے لوگوں کو کوئی اپنی کسی غرض کے لئے بڑا سمجھے یا ان کے شر سے بچنے کے لئے ان کے سامنے کورنش بجالائے تو اس سے کیا ہوتا ہے' اس لئے کہ ان کے دلوں میں قطعاً ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

۹- معصیت کے مسلسل ارتکاب سے بندے کے دل میں گناہ کا احساس بھی باقی نہیں رہتا- گناہ اس کی نظر میں حقیر اور معمولی ہو جاتا ہے۔ یہ علامت حد درجہ خطرناک اور ہلاکت خیز ہے۔ کیونکہ بندے کی نظر میں گناہ کیسا ہی معمولی کیوں نہ ہو' اللہ کی نظر میں وہ بہت بڑا ہے- چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مذکور ہے کہ انھوں نے فرمایا: مومن جب اپنے گناہوں پر نظر ڈالتا ہے تو اس کو محسوس ہوتا ہے جیسے وہ کسی اونچے پہاڑ کی گہری کھائی میں کھڑا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں یہ پہاڑ اس کے سر پر نہ آگرے- اور فاسق فاجر جب اپنے گناہوں پر نظر ڈالتا ہے تو اسے ایسا لگتا ہے جیسے اس کی ناک پر مکھی بیٹھی ہو اور یوں کرنے سے مکھی اڑ کر چلی جاتی ہو۔

۱۰- جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس گناہ کی نحوست اور سوزش اس کے گرد و پیش کے افراد اور چوپایوں پر بھی پڑتی ہے اور جلن کا احساس انھیں بھی ہوتا ہے۔ اس طرح ظلم وزیادتی اور معصیت کی نحوست دوسروں پر بھی اثرانداز ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ظالم کے ظلم سے سرخاب بھی اپنے گھونسلوں میں دم توڑ دیتے ہیں-

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' چوپائے اور جانور سرکش آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں- چنانچہ جب بھی قحط کا دور دورہ ہوتا ہے اور بارش تھم جاتی ہے تو مویشی اور چوپائے زبان حال سے کہتے ہیں کہ یہ گنہگار آدمیوں کی نحوست کا نتیجہ ہے-

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: زمین کے کیڑے مکوڑے یہاں تک کہ گبریلے اور بچھو بھی کہتے ہیں کہ ابن آدم کے گناہوں کی بدولت بارش کی بوندوں سے ہم محروم ہوئے- غور کا مقام ہے کہ گنہگاروں کے گناہوں کی اس سے بڑی سزا کیا ہوگی کہ خود بے گناہ بھی انھیں لعنت ملامت کریں۔

۱۱- جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا معاصی کے نتیجے میں ذلت اور اہانت کا پیدا ہونا ناگزیر ہے کیونکہ عزت و توقیر اور اکرام صرف اطاعت الٰہی میں مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا﴾ (فاطر : ۱۰)

"جو کوئی عزت چاہتا ہے تو (وہ یاد رکھے کہ) سب عزت اللہ ہی کے لئے ہے۔"

یعنی عزت کے طلب گار کو چاہئے کہ اللہ کی اطاعت کر کے اس کی جستجو کرے۔ اس لئے کہ اطاعت الٰہی کے بغیر یہ گوہر شب چراغ ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ بعض اسلاف صالحین یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ:

"اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِيْ بِطَاعَتِكَ وَلَا تُذِلَّنِيْ بِمَعْصِيَتِكَ"

"اے اللہ اپنی اطاعت سے ہمیں عزت عطا فرما اور معصیتوں کی وجہ سے ہمیں رسوا نہ فرما۔"

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اگر خچروں کے پیروں سے آواز نکلے یا ٹٹو انھیں لے کر تیز رفتاری سے چلیں، تب بھی معصیت کی ذلت ان کے دل سے جدا نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ بھی بڑا خوددار ہے جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ اسے ذلیل کر کے ہی چھوڑے گا۔

عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رَاَيْتُ الذُّنُوْبَ تُمِيْتُ الْقُلُوْبَ   وَقَدْ يُوْرِثُ الذُّلَّ اِدْمَانُهَا

میں نے دیکھا ہے کہ گناہ دلوں کو مردہ کر ڈالتے ہیں اور اس کی کثرت سے ذلت اور اہانت جاگزیں ہو جاتی ہے۔

وَتَرْكُ الذُّنُوْبِ حَيَاةُ الْقُلُوْبِ   وَخَيْرٌ لِّنَفْسِكَ عِصْيَانُهَا

گناہ کا چھوڑ دینا دلوں کی زندگی کا سبب ہے، تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تو اپنے

نفس کے خلاف چل۔

وَهَلْ اَفْسَدَ الدِّيْنَ اِلاَّ الْمُلُوْكُ وَ اَحْبَارُ سُوْءٍ وَ رُهْبَانُهَا

بادشاہوں کے علاوہ اور غلط کار کاہن پادریوں کے سوا آخر کون ہے جس نے دین کو بگاڑا ہے۔

۱۲۔ جب گناہوں کی کثرت ہوتی ہے تو گنہگار کے دل پر مہر لگ جاتی ہے اور اس کا شمار غافلوں میں ہو جاتا ہے۔ باری تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر میں بعض سلف صالحین نے یہی کہا ہے۔

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (مطففين : ١٤)

"نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کی بداعمالیوں کا زنگ چڑھ گیا"

یعنی ایک گناہ کے بعد دوسرا گناہ سرزد ہوا۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ جب ان کے گناہوں اور معصیت کی کثرت ہوئی تو ان کا ایک دائرہ دلوں کے اردگرد محیط ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ معصیت کے سبب دل زنگ آلود ہو جاتا ہے اور جتنا گناہ زیادہ ہو گا زنگ بھی اتنا ہی بڑھتا جائے گا' یہاں تک کہ پورا دل زنگ آلود ہو جائے گا۔ اس کے بعد بھی جب گناہ بکثرت ہو گا تو اب وہ فطرت ثانیہ بن جائے گا اور دل پر مہر اور تالا لگ جائے گا اور نتیجہ یہ ہو گا کہ دل کے گرد غلاف اور پردہ کھنچ جائے گا۔ دل اسی غلاف میں بند ہو گا اور اگر ہدایت اور بصیرت پہلے سے میسر تھی' لیکن بعد میں گناہوں کا اس طرح ہجوم ہوا اور مذکورہ کیفیت طاری ہوئی تو ظاہر ہے' اب معاملہ برعکس ہو گا۔ دل یکسر الٹ پلٹ کر نیچے کا اوپر اور اوپر کا نیچے ہو جائے گا اور پھر دشمن کا دباؤ اس کے اوپر اتنا شدید ہو گا کہ جہاں اسے چاہے گا ہانک کر لے جائے گا۔

۱۴- گناہوں اور معصیت کی بدولت بندہ رسول اللہ ﷺ کی لعنت میں گرفتار ہوتا ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے معصیتوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو معصیت جتنی بڑی ہوگی اس کا مرتکب اسی کی بقدر لعنت میں گرفتار ہوگا' لہٰذا چھوٹی معصیت پر اس کے مساوی لعنت میں مبتلا ہونا ناگزیر ہے' چنانچہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے اس معصیت کا ارتکاب کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ وہ عورت جو گودنے والی ہو' گدانے والی ہو' بال جوڑنے والی ہو' جڑوانے والی ہو' بال اکھیڑنے والی ہو یا وہ ہو جس کے بال اکھیڑے جائیں' دانتوں کو باریک کرنے والی ہو یا جس کے دانت باریک کئے جائیں' ان سب پر لعنت ہے- اسی طرح آپؐ نے سود کھانے والے کھلانے والے' اس کے لکھنے والے' اس کی گواہی دینے والے پر لعنت فرمائی ہے' نیز حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے اس پر لعنت بھیجی ہے- چور' شرابی شراب کشید کرنے والے' نچوڑنے والے' جس کے لئے نچوڑی جائے' اس کے بیچنے اور خریدنے والے' اس کی قیمت کھانے والے' اس کو لاد کر لے جانے والے اور جہاں لے جایا جائے ان سب پر لعنت فرمائی ہے۔ زمین کی علامتوں اور اس کی حدود کو جو شخص بدل دے' اس پر لعنت ہے- اپنے والدین پر جو کوئی لعنت بھیجے اس کے اوپر لعنت ہے- کسی جاندار ذی روح کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنے والے پر لعنت ہے- خنثی (ہیجڑا) بننے والے مردوں اور مردوں کا روپ اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت ہے- اللہ کے علاوہ دوسرے کے لئے ذبح کرنے والے پر لعنت ہے۔ دین میں نئی بات یا بدعت ایجاد کرنے والے پر لعنت ہے- تصویر بنانے والے' اغلام بازی کرنے والے' ماں یا باپ پر لعنت بھیجنے والے پر لعنت ہے- اندھے کو غلط راستے پر جو کوئی ڈالے اس کے اوپر لعنت ہے- چوپائے سے جفتی کرنے والے اور جانور کے منہ پر داغ دینے والے پر لعنت ہے- کسی مسلمان کے ساتھ مکاری کرنے یا اسے تکلیف پہنچانے

والے پر لعنت ہے۔ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں ‘قبروں کو سجدہ گاہ بنانے والے اور ان کے اوپر چراغ جلانے والوں پر لعنت ہے۔ بیوی کو اس کے خاوند یا غلام کو اس کے آقا کے خلاف ورغلانے والے پر لعنت ہے۔ عورت سے اس کے پچھلے مقام میں دخول کرنے والے پر لعنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر کے بلانے پر اس کے پاس نہ جائے اور اس کے بستر کو چھوڑے رہے‘ فرشتے صبح تک اس کے اوپر لعنت بھیجتے ہیں۔ جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہو اس پر لعنت ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے حملہ کرے‘ فرشتے اس پر بھی لعنت کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کو جو کوئی گالی دے وہ بھی ملعون ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان تمام لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ رشتہ ناطے توڑ دیتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے کے درپے ہوتے ہیں۔ اللہ نے ان پر بھی لعنت بھیجی ہے جو اللہ کی نازل کردہ بینات‘ ہدایات اور نشانیوں کو چھپاتے ہیں‘ جو پاکدامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر بے حیائی کا الزام دھرتے ہیں‘ جو کوئی کافروں کے طور طریق کو مسلمانوں سے زیادہ راست اور درست قرار دے اس پر بھی لعنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر بھی لعنت بھیجی ہے جو عورت کا لباس پہنے اور ایسی عورت پر بھی لعنت بھیجی ہے جو مرد کا لباس پہنے۔ رشوت لینے دینے اور رشوت کے لین دین میں درمیانی کردار ادا کرنے والے پر بھی آپؐ نے لعنت فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ بھی متعدد کاموں کو انجام دینے والوں پر آپ نے لعنت فرمائی ہے اور اگر اس کام کے اندر کرنے والے کی خوشنودی مقصود ہو اور اس کا تعلق ان لوگوں سے ہو جن پر اللہ کی‘ اس کے رسول کی اور اس کے فرشتوں کی لعنت ہو‘ تو اس کا تقاضا ہے کہ ایسے کام کو چھوڑ دیا جائے۔

۱۴- معصیت کا مرتکب اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی اور فرشتوں کی دعاؤں سے محروم ہو جاتا ہے- کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا تھا کہ وہ مومن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت کی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (المومن: ۷-۸-۹)

”جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرداگرد (حلقہ باندھے ہوئے) ہیں' وہ سب اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے بخشش مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے' تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے راستے پر چلے ان کو بخش دے اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے- اور اے ہمارے پروردگار ان کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں داخل کر' جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے' اور ان کے ماں باپ اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں ان کو بھی (جنت میں داخل فرما) بلاشبہ تو ہی زبردست (اور) حکمت والا ہے اور ان کو تکلیفوں سے بچا اور جس کو تو اس دن تکلیفوں سے بچالے' تو بے شک تو نے اس پر بڑا رحم فرمایا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔“

اس طرح فرشتے ان لوگوں کے حق میں دعائیں کرتے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں' توبہ کرتے ہیں' کتاب و سنت کی پیروی کرتے ہیں کہ ان کی پیروی کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ بھی نہیں ہے' اور یہ بات واضح ہے کہ فرشتے صرف انہی بندوں کے لئے دعا کرتے ہیں جو آیات شریفہ میں درج اوصاف سے متصف ہوتے ہیں' ورنہ جن کے اندر یہ اوصاف نہیں وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ فرشتے ان کے حق میں دعا کریں۔

۱۵- گناہ کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے دل کے اندر سے غیرت اور حمیت کی حرارت بجھ جاتی ہے اور دل کی زندگی' سرگرمی اور اس کی پاکیزگی کے لئے غیرت کا ہونا اتنا ہی ضروری ہے جیسے پورے بدن میں زندگی کی رو دوڑنے کے لئے حرارت غریزی کا ہونا ضروری ہے۔ اس غیرت اور اس کی سوزش اور آنچ سے دل کا زنگ اور میل خود بخود ڈھل جاتے ہیں جیسے بھٹی سے سونا چاندی اور لوہے کا میل کچیل نکل جاتا ہے' اور لوگوں میں جو زیادہ اعلی اور اشرف ہوتے ہیں' عام لوگوں کی بہ نسبت ان کے اندر کہیں زیادہ غیرت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ غیرت مند رسول اللہ ﷺ تھے- ان سے بھی زیادہ غیرت مند باری تعالیٰ کی ذات ہے- چنانچہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کیا تم سعد (رضی اللہ عنہ) کی غیرت پر تعجب کرتے ہو؟ ہمیں ان سے زیادہ غیرت ہے؟ اور اللہ تعالیٰ ہم سے بھی زیادہ باغیرت ہے" صحیح میں یہ بھی منقول ہے کہ خطبہ کسوف میں آپ نے فرمایا: "اے محمد (ﷺ) کی امت! اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں ہو سکتا (اس لئے یہ کیونکر ہو سکتا ہے) کہ اس کا کوئی بندہ زنا کرے یا اس کی کوئی بندی زنا کرے----؟"

صحیح میں یہ بھی منقول ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "اللہ سے بڑھ کر کسی کو غیرت نہیں ہو سکتی' اس لئے اس نے ظاہر اور پوشیدہ تمام فحش کاریوں کو حرام

قرار دیا ہے اور معافی اور معذرت جتنی اللہ کو پسند ہے، کسی اور کو پسند نہیں۔ اسی لئے اس نے پیغمبروں کو بھیجا جو بشارت دیتے ہیں اور ڈراتے ہیں' اور تعریف جتنی اللہ کو پسند ہے کسی اور پسند کو نہیں ہے۔ اسی لئے اس نے خود اپنی تعریف کی ہے'' اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے غیرت کو جمع فرمایا ہے' جو اصلاً قبائح سے کراہت اور نفرت دلاتی ہے۔ ساتھ آپ نے معافی کی پسندیدگی کو یکجا کیا جو کمال عدل' کمال رحمت' کمال احسان کا مظہر ہے اور مقصود یہ دکھانا ہے کہ گناہوں سے آلودگی اور تعلق جتنا زیادہ ہوگا' اتنی ہی آدمی کے دل سے غیرت نکلتی جائے گی اور وہ خود اپنے حق میں' اپنے والوں اور عام لوگوں کے حق میں بے حس اور بے غیرت ہوتا جائے گا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ غیرت کا مادہ دل میں حد درجہ مضمحل اور کمزور ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ از خود یا کسی اور کی طرف سے کوئی برائی اسے محسوس نہیں ہوتی' اور جب کسی شخص کی حالت یہاں تک پہنچ جاتی ہے تو اس کی ہلاکت میں کوئی کسر باقی نہیں رہ جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ بیشتر افراد برائی کو برائی نہیں سمجھتے۔ فحش کاری اور دوسروں پر مظالم کو اچھا سمجھتے ہیں۔ یہ چیزیں انھیں بھلی نظر آتی ہیں۔ چنانچہ وہ دوسروں کو اس کے لئے ابھارتے ہیں اور اس کا پرچار کرتے ہیں۔ اور بے حیا اور دیوث اللہ کی بدترین مخلوق ہے۔ جس کے اوپر جنت حرام ہے۔ اسی طرح ظلم کو حلال سمجھنے والے' دوسروں کو ناحق ستانے اور اس کو اچھا سمجھنے والے پر بھی جنت حرام ہے۔ اس سے اندازہ کیا جائے کہ بے غیرتی یا کم غیرتی کا انجام کیا ہوتا ہے۔

۱۶۔ معصیت کی سزا ایک یہ بھی ہے کہ اس سے حیا کا مادہ ختم ہو جاتا ہے' جبکہ دلوں کی زندگی کے لئے شرم و حیا کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ یہی ہر خیر اور بھلائی کی جڑ ہے۔ اگر شرم و حیا جاتی رہے گی تو خیر اور بھلائی بھی جاتی رہے گی۔ چنانچہ صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا'' حیا

سراپا خیر ہے" نیز فرمایا "لوگوں کو پہلی نبوتوں کی جو باتیں معلوم ہو سکیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب تمھارے اندر شرم و حیا نہیں تو جو چاہو کرو۔۔۔۔" اس فقرے کی وضاحت دو طرح سے کی جاتی ہے۔ ایک یہ ہے کہ یہ فقرہ زجر و توبیخ کا اور تنبیہ کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کے اندر حیا اور شرم ہو' وہ جو برائی چاہے کرے' اس لئے کہ شرم و حیا سے برائی کرنے کا حوصلہ پژمردہ ہوتا ہے' اور جس کے اندر یہ مادہ نہیں' اس کو برائی سے کیا چیز روکے گی؟ لہٰذا وہ برائی کر بیٹھے گا۔ یہ تفسیر ابو عبیدہ سے منقول ہے۔۔۔۔ اس کی دوسری تشریح یہ ہے کہ جب دل میں اللہ سے حیا مانع نہ ہو تو پھر وہ اس برے کام کو کر ڈالے گا۔ کیونکہ وہی کام نہیں جاتا جس میں اللہ سے شرم مانع ہو۔۔۔۔ ابن ہانی کی روایت کے مطابق یہ تفسیر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ اس طرح پہلی تفسیر کے لحاظ سے یہ فقرہ ڈانٹ ڈپٹ اور تنبیہ کے لئے ہے۔ جیسے یہ فقرہ کہ اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ تم جو چاہو کرو۔ اور دوسری تفسیر کے لحاظ سے یہ اذن اور اباحت کے لئے ہے۔

۱۷۔ معصیت کی ایک سزا یہ ہے کہ معصیت یہ چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو فراموش کر دے اور اسے شیطان کا آلہ کار اور شکار بننے کے لئے یکہ و تنہا چھوڑ دے اور اگر کوئی اس قسم کی صورت حال سے دوچار ہو جائے تو اس کی ہلاکت یقینی ہے' جس سے نجات کی امید بھی نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یَا اَیُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّاقَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ وَلَاتَكُوْنُوا كَالَّذِیْنَ نَسُوْا اللّٰهَ فَاَنْسَاهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ (حشر: ۱۸ - ۱۹)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو' اور ہر شخص دیکھے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیے کیا بھیجا ہے' اور اللہ سے ڈرو' بے شک جو کچھ تم کرتے

ہو' اللہ اس سے باخبر ہے' اور ان لوگوں کی طرح مت ہو' جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا' تو اللہ نے انھیں ایسا کر دیا کہ خود اپنے کو بھول گئے' یہی نافرمان لوگ ہیں۔"

آیت بالا میں تقویٰ اور خوف الٰہی کا حکم ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کو ان لوگوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا جو خدا سے نہیں ڈرتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی انھیں بھلا دیا۔ ساتھ ہی باری تعالیٰ اس سے خبردار کرتا ہے کہ بے خوف اور بے ڈر ہو جانے والوں کی سزا یہی ہے کہ ان کی ذات کو بھی فراموش کر دیا جائے۔ ان کے مفاد' ان کے مصالح' اور انھیں عذاب سے رہائی دلانے والی چیزوں کو یکسر بھلا دیا جائے۔ جن چیزوں سے انھیں حیات ابدی نصیب ہونے والی ہے' جس سے انھیں کامل لذت دائمی' خوشی اور ہمیشہ کی راحت ملنے والی ہے' ان سب سے اللہ تعالیٰ چشم پوشی کر جائے' اور چونکہ انھوں نے اللہ کی عظمت' اس کی کبریائی' اس کا خوف اور اس کے احکام کی بجا آوری کو بھلا دیا' اس لئے اللہ تعالیٰ بھی ان کی ایک ایک چیز کو نظر انداز کر جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جس عاصی اور نافرمان کو تم دیکھو گے تمھیں آپ احساس ہو گا کہ وہ اپنی مصلحتوں کو بھول رہا ہے' انھیں ضائع کر رہا ہے' اللہ کی یاد سے اپنے دل کو غافل کر رہا ہے' اپنی نفسانی خواہشات پر چلتا ہے' اور اس کا یہ کام حد سے بڑھ گیا ہے' اس کی دنیا اور آخرت کی مصلحتیں بھی اس کا ساتھ چھوڑ رہی ہیں' ابدی سعادت اس سے منہ موڑ رہی ہے اور اتنی عظیم لذتوں کو چھوڑ کر وہ گھٹیا لذتوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ جبکہ دنیا کی لذتوں کی مثال ایسی ہے جیسے موسم گرما کا بادل یا کسی شاعر کا خواب' جس کی کوئی وقعت نہیں' جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔

أَحْلَامُ نَوْمٍ أَوْ كَظِلٍّ زَائِلٍ   إِنَّ اللَّبِيْبَ بِمِثْلِهَا لَا يَخْدَعُ

(اس کی حیثیت ایسی ہے جیسے سونے والے کا خواب یا دھندلا ہونے والا سایہ' اور

عقل منداس جیسی چیز سے کبھی دھوکہ نہیں کھاتا)

کسی آدمی کے لئے خود فراموشی اور ذاتی تغافل سے بڑھ کر کوئی سزا نہیں ہو سکتی- ایسا تغافل جس میں وہ بارگاہ خداوندی سے میسر اپنا حصہ اور نصیبہ بھی فراموش کر جائے- اس کو ضائع کر دے اور جو کچھ اسے اللہ کی طرف سے عطا ہونے والا ہے' اس کو غبن' دھوکا دہی' پستی اور معمولی پونجی کے عوض بیچ ڈالے' گویا وہ ایسی چیز ہاتھ سے چھوڑ رہا ہے جو اس کے لئے ناگزیر ہے' جس کے سوا کوئی چارہ نہیں اور بدلے میں وہ چیز لے رہا ہے جو حد درجہ معمولی ہے' جس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اور جس کا عوض معاوضہ بھی کوئی چیز نہیں ہے۔

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِذَا ضَيَّعْتَهُ عِوَضٌ   وَمَامِنَ اللّٰهِ إِنْ ضَيَّعْتَهُ عِوَضٌ

(گم کردہ ہر ایک چیز کا کوئی نہ کوئی عوض ہو سکتا ہے' لیکن اللہ کو گم کر دو گے تو اس کے عوض دوسرا نہیں پاؤ گے)

اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے سوا ہر چیز کی عوض بن سکتی ہے- وہ سب کا بدل بلکہ نعم البدل بن سکتا ہے' لیکن کوئی چیز اس کا بدل یا عوض نہیں بن سکتی- وہ اکیلا سب سے بے نیاز کر دینے کے لئے کافی ہے- لیکن اس کے سوا کسی سے بے نیاز نہیں کر سکتا- وہ ہر کسی کو کسی کے بھی مقابلے میں پناہ دے سکتا ہے- کوئی دوسرا اس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہیں دے سکتا- وہ ہر کسی کو کسی بھی چیز سے منع کر سکتا ہے' لیکن کوئی دوسرا اس کو کسی چیز سے روک نہیں سکتا- اس لئے جس کی شان یہ ہو اس کی تابعداری اور بندگی سے کوئی بندہ ایک لمحے کے لئے بھی بھلا کیونکر بے نیاز ہو سکتا ہے- اس کی یاد کیونکر فراموش کر سکتا ہے' اس کے اوامر اور نواہی کو بھول کر اپنے آپ کو کیسے بھلا سکتا ہے' جس کے نتیجے میں آپ اپنا نقصان کرے' اور سب سے زیادہ خود اپنے اوپر ظلم کرے' اور اگر کوئی ذات باری پر ظلم کرنا بھی چاہے تو اس کا کیا بگڑے گا' وہ آپ اپنے اوپر ظلم کرے گا- اور اللہ تعالیٰ

کسی پر ظلم نہیں کرتا' بلکہ آدمی خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔

۱۸- معصیت کی ایک سزا یہ ہے کہ یہ چیز بندے کو احسان (نکوکاری) کے دائرے سے نکال باہر کرتی ہے اور نکوکاروں کے اجر سے انھیں محروم کر دیتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ نکوکاری اور احسان جب براہ راست دل سے پیوست ہوتے ہیں تو برائیوں سے روک بن جاتے ہیں کیونکہ جو بندہ اللہ کی اس طرح بندگی کرتا ہے کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے تو یہ شان اس کے اندر محض اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ ذکر الٰہی' خوف خداوندی اور بیم و رجا کا مادہ اس کے دل پر حاوی ہے' اور وہ ایسے مقام پر خود کو پاتا ہے' جہاں اپنے پروردگار کا جمال جہاں آرا اسے نظر آتا ہے' یا اس کے دل میں یہ تصور موجزن ہوتا ہے کہ اس کا پروردگار خود اس کو دیکھتا ہے۔ اور جب یہ ذہن بن جاتا ہے تو گناہ کا ارتکاب تو الگ رہا' گناہ کا ارادہ بھی اس کے دل میں نہیں ابھرتا۔ لیکن اس کے بجائے اگر وہ دائرہ احسان سے نکل گیا تو اپنے خاص رفیقوں کی صحبت سے محروم ہو جاتا ہے۔ آسودہ زندگی اس کے ہاتھ نہیں آتی اور کامل راحت اس کو چھو کر نہیں گزرتی' اور اگر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو عام مومنین کے زمرے میں اسے شامل کرتا ہے' اور اگر معصیت اور گناہ کر کے وہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کو ایمان کے کے دائرے سے خارج کر دیتا ہے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

((لَايَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ لَايَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ لَايَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَايَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ اِلَيْهَا فِيْهَا النَّاسُ اَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاكُمْ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ))

"کوئی زانی مومن ہونے کی حالت میں زنا کرنے میں مشغول نہیں ہوتا (یعنی زنا کے وقت ایمان سلب ہو جاتا ہے) اور کوئی شرابی مومن ہونے کی

حالت میں شراب خوری میں مشغول نہیں ہوتا اور نہ کوئی چور مومن ہونے کی حالت میں چوری کرنے میں مشغول ہوتا ہے اور نہ کوئی شخص مومن ہونے کی حالت میں کھلم کھلا لوگوں کی نظروں کے سامنے ان کی کوئی اشرف چیز کو لوٹتا ہے' اس لئے تم کو ان باتوں سے ضرور پرہیز کرنا چاہئے اور بعد کو عرض توبہ (کا حق) باقی رہتا ہے۔"

۱۹- گناہوں کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ ان کی وجہ سے نعمتیں چھن جاتی ہیں اور آدمی سزا اور انتقام کی زد میں آجاتا ہے' اس لئے جب بھی کسی بندے کی نعمتیں چھن جاتی ہیں تو اسی لئے کہ اس نے گناہ کیا' اور سزا اور عذاب آتا ہے تو اس لئے کہ اس سے معصیت سرزد ہوئی- چنانچہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' بلا اور آزمائش صرف گناہ کی وجہ سے نازل ہوتی ہے' اور توبہ کے ذریعے ہی اس کا ازالہ ہوتا ہے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ (شوریٰ : ۳۰)

"اور جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے' وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے' اور وہ بہت سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (انفال :۵۳)

"یہ اس لئے کہ جو نعمت وہ کسی قوم کو عطا کرتا ہے' اسے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدل ڈالے' اور نیز اس لئے بھی کہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔"

ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ وہ جس کو نعمت دیتا ہے' اس

میں اس وقت تک کوئی ردوبدل نہیں فرماتا جب تک کہ وہ آپ اپنے اندر کوئی تبدیلی نہ کرے۔ جیسے پہلے اگر اللہ کی اطاعت کرتا تھا تو اب معصیت کرنے لگے۔ پہلے اگر شکر گزاری کرتا تھا تو اب ناشکری پر کمر کس لے۔ پہلے اس کی رضا اور خوشنودی کی صورتوں پر عمل کرتا تھا' اب اس کی ناراضی کے راستوں پر چل پڑے۔ غرض اس طرح جو کوئی اپنے اندر تبدیلی کرتا ہے' اللہ تعالیٰ بھی اپنی عطا کردہ راحت کو اس سے چھین کر اسے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ بجائے عزت کے اسے ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔"

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ﴾ (رعد : ۱۱)

"بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا' جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے اور اگر اللہ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا چاہے تو اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔"

بعض احادیث قدسیہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَعِزَّتِيْ وَ جَلَالِيْ لَا يَكُوْنُ عَبْدٌ مِنْ عَبِيْدِيْ عَلَى مَا أُحِبُّ ثُمَّ يَنْتَقِلُ عَنْهُ إِلَى مَا أَكْرَهُ إِلَّا انْتَقَلْتُ لَهُ مِمَّا يُحِبُّ إِلَى مَا يَكْرَهُ وَلَا يَكُوْنُ عَبْدٌ مِنْ عَبِيْدِيْ عَلَى مَا أَكْرَهُ ثُمَّ يَنْتَقِلُ عَنْهُ إِلَى مَا أُحِبُّ إِلَّا انْتَقَلْتُ لَهُ مِمَّا يَكْرَهُ إِلَى مَا يُحِبُّ﴾

"میری عزت اور میرے جلال کی قسم میرا جو بندہ میری کسی پسندیدہ چیز پر ہوتا ہے' پھر اس پر سے ہٹ کر کسی ناپسندیدہ چیز کی طرف چلا جاتا ہے تو میں بھی اس کی پسندیدہ حالت کو بدل کر اسے ایسی حالت سے دوچار کر دیتا ہوں جو اسے ناپسند ہوتی ہے' اور میرا جو بندہ میری کسی ناپسندیدہ چیز کو اپناتا

ہے، پھر اسے چھوڑ کر میری کسی پسندیدہ چیز کو اختیار کر لیتا ہے تو میں بھی اس کی ناپسندیدہ حالت کو بدل کر اس پر ایسے حالات لاتا ہوں جو اسے پسند ہوں۔"

کسی عرب شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اِذَا کُنْتَ فِیْ نِعْمَةٍ فَارْعَهَا فَاِنَّ الذُّنُوْبَ تُزِیْلُ النِّعَمْ

جب تو کسی نعمت میں ہو تو اس کی رعایت کر اس لئے کہ گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتا ہے۔

وَحُطْهَا بِطَاعَةِ رَبِّ الْعِبَادِ فَرَبُّ الْعِبَادِ سَرِیْعُ النِّقَمْ

بندوں کے پروردگار کی اطاعت کر کے ان گناہوں کو مٹا کیونکہ بندوں کا پروردگار بہت جلد بدلہ لینے والا ہے۔

وَاِیَّاكَ وَالظُّلْمَ مَهْمَا اسْتَطَعْتَ فَظُلْمُ . الْعِبَادِ شَدِیْدُ الْوَخَمْ

اور جہاں تک ہو سکے ظلم و زیادتی سے بچ کیونکہ بندگان خدا پر ظلم کرنا سخت نقصان دہ اور مضر ہے۔

وَسَافِرْ بِقَلْبِكَ بَیْنَ الْوَرٰی لِتُبْصِرَ آثَارَ مَنْ قَدْ ظَلَمْ

دنیا والوں کے درمیان دل کی آنکھ لے کر سفر کر، تاکہ ظلموں کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے۔

فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ بَعْدَهُمْ شُهُوْدٌ عَلَیْهِمْ وَلَاتُتَّهَمْ

وہ رہے ان کے مکانات جو ان کے بعد بھی ان کے خلاف گواہی دیتے ہیں اور ان کی گواہی جھوٹی نہیں ہے۔

وَمَاکَانَ شَیْءٌ عَلَیْهِمْ اَضَرُّ مِنَ الظُّلْمِ وَهُوَ الَّذِیْ قَدْ قَصَمْ

ظلم سے زیادہ ان کے خلاف کسی چیز نے انھیں نقصان نہیں پہنچایا اور یہی وہ چیز تھی جس نے انھیں توڑ دیا۔

فَکَمْ تَرَکُوا مِنْ جَنَانٍ وَّمِنْ قُصُوْرٍ وَّ اُخْرٰی عَلَیْہِمْ اُطُمْ

انھوں نے کتنے باغات، کتنے محلات اور کتنے ہی قلعے اور برجیاں چھوڑیں۔

صُلُوا بِالْجَحِیْمِ وَفَاتَ النَّعِیْمِ وَکَانَ الَّذِیْ نَالَہُمْ کَالْحُلُمْ

لیکن وہ سب دوزخ میں جھونک دیے گئے، راحتیں سب دھری کی دھری رہ گئیں اور ان کے پاس جو کچھ تھا سب خواب ثابت ہوا۔

۲۰۔ معصیت کی ایک سزا یہ ہے کہ اس سے نفس حقیر ہوتا ہے، ذلت اور رسوائی میں پڑ کر خوار و زبوں حال ہوتا ہے، اور اتنا بھی چھوٹا اور معمولی ہوتا ہے جتنی کوئی چھوٹی اور معمولی چیز ہوا کرتی ہے۔ اطاعت اور بندگی کی وجہ سے نفس پروان چڑھتا ہے، اس کے اندر افزائش ہوتی ہے اور وہ صاف ستھرا اور بے داغ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَ قَدْخَابَ مَنْ دَسّٰھَا﴾ (شمس: ۹-۱۰)

"بے شک وہ شخص کامیاب ہوا، جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور وہ شخص ناکام رہا جس نے اس کو گناہوں میں دبا دیا"

مطلب یہ ہے کہ جس نے اطاعت اور بندگی کر کے اس کو بڑھایا، اس کو نمایاں اور سربلند کیا، اس نے فلاح پائی۔ لیکن جس نے اللہ کی معصیت کر کے اس کو دبا دیا، اسے خوار اور ذلیل کیا، وہ سراسر خسارے میں رہا۔

"تدسیۃ" مصدر ہے، جس کے معنی گاڑنے اور چھپانے کے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

﴿اَمْ یَدُسُّہٗ فِی التُّرَابِ﴾ (نحل: ۵۹)

"یا اس کو زمین میں گاڑ دے۔"

عاصی اور نافرمان معصیت کر کے اپنے نفس کو اس طرح گاڑ دیتا ہے کہ اس کا پتہ اور نشان بھی نہیں ملتا اور اپنے ان سیاہ کرتوتوں کی وجہ سے خلائق سے

منہ چھپاتا ہے۔ اپنی نظر میں' اللہ کی نظر میں اور لوگوں کی نظروں میں خوار وزبوں ہوتا ہے۔ کیونکہ اطاعت اور بھلائی سے نفس بڑھتا ہے' اس کو عزت اور سربلندی حاصل ہوتی ہے' یہاں تک کہ اس کا مقام سب سے اعلیٰ' اس کا درجہ سب سے اشرف اور اس کا مرتبہ سب سے پاکیزہ اور بلند ہوتا ہے۔ لیکن یہ سب ہوتے ہوئے اللہ کے سامنے حد درجہ متواضع' منکسر' مسکین اور بے مایہ ہوتا ہے' اور چونکہ وہ اللہ کے لئے حقیر و ذلیل ہوتا ہے' اس لئے اس کو عزت' عظمت' شرافت اور افزائش حاصل ہوتی ہے۔ بنابریں معصیت سے نفس حد درجہ نکما (ذلیل) ہوتا ہے اور اطاعت اور بندگی سے اس کے اندر گویا کہ چار چاند لگ جاتے ہیں۔

۴۱۔ گناہ کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ خدا اور خلق خدا کی نظروں میں گنہگار بندوں کے جاہ و مرتبے اور ان کی بزرگی میں نمایاں فرق آ جاتا ہے' کیونکہ اللہ کے نزدیک سب سے برگزیدہ وہ ہوتا ہے جو متقی اور پرہیزگار ہو۔ نزدیک تر اور مقرب وہ ہوتا ہے جو اطاعت گزار ہو' اور اگر اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی اور حکم عدولی کی تو ایسا شخص نظروں سے گر جاتا ہے' اور جو کوئی اللہ کی نظروں سے گرتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی نظروں سے بھی گرا دیتا ہے' اور جس کا خلائق میں کوئی مقام نہیں ہوتا' کوئی رتبہ اور درجہ اس کو حاصل نہیں ہوتا۔ ایسوں کے ساتھ لوگ جیسا چاہتے ہیں سلوک کرتے ہیں' اور اس کا نتیجہ آگے چل کر یہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص گم نامی اور کسم پرسی کی زندگی بسر کرتا ہے' اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ ادھر ادھر زار و نزار پھرتا ہے' نہ اس کی کوئی وقعت اور عزت ہوتی ہے' نہ کسی قسم کی خوشی اور مسرت اس کو حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ گم نامی' کسم پرسی' بے عزتی اور بے قدری سے دل حسرتوں اور نامرادیوں کا قبرستان بن جاتا ہے۔ اس کی خوشیاں ایک ایک کر کے چھن جاتی ہیں' اور اس میں

شک نہیں کہ شہوت کا نشہ جب تک چڑھا ہوتا ہے' کسی معصیت کے نتیجے میں ہونے والی اذیت کا احساس بھی اسے نہیں ہونے پاتا۔

کسی بندے پر اللہ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ وہ اس کو سارے عالم میں شہرتوں سے نوازتا ہے۔ اس کی یاد' اس کا ذکر' اس کا نام اور اس کے کارناموں کو چار دانگ عالم میں پھیلا دیتا ہے۔ چنانچہ مشاہدہ شاہد ہے کہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں کو اس لحاظ سے جو شہرت اور شکوہ حاصل ہوا' یہ تنہا ان کا امتیاز ہے۔ ان کی اس خصوصیت میں دنیا کا کوئی انسان ان کا ساجھی اور ہم پلہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاذْكُرْ عِبَادَنَآ اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْحَاقَ وَ يَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ اِنَّا اَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ﴾ (ص: ۴۵-۴۶)

"اور ہمارے بندے ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو قوت والے اور صاحب نظر تھے۔ ہم نے ان کو ایک خاص صفت (یعنی آخرت کے) گھر کی یاد سے ممتاز کیا تھا۔"

یعنی نیک نامی اور شہرت کی خصوصیتوں سے ہم نے ان کو نوازا کہ دنیا کے چھوٹے بڑے آج بھی ان کا نام عزت سے لیتے ہیں اور یہ اسی ذکر خیر کی خصوصیت تھی جس کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی۔

﴿وَاجْعَلْ لِّىْ لِسَانَ صِدْقٍ فِى الْاٰخِرِيْنَ﴾ (شعراء: ۸۴)

"اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر خیر جاری رکھ۔"

نیز ان کی اور دیگر انبیا کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا﴾ (مریم: ۵۰)

"اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت سے بہت کچھ دیا اور ان کا ذکر خیر (آئندہ نسلوں میں) بلند کیا۔"

نبی کریم ﷺ کی شان میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (الم نشرح: ٤)

"اور ہم نے تمھارا ذکر بلند کیا۔"

اب جو لوگ نبی کریم ﷺ کی پیروی کریں گے' اس ذکر میں ان کا بھی حصہ ہوگا' جیسے اطاعت اور تابعداری کے سبب انبیا کی وراثت میں ان کا حصہ ہوتا ہے۔ لیکن جو ان کی مخالفت کریں گے' انھیں گم نامی نصیب ہوگی' جیسے ان کی مخالفت اور معصیت سے ان کو محرومی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

۳۲- معصیت کا ارتکاب کر لینے کے بعد ایسے شخص سے تعریف و توصیف اور مدح کے سب نام چھن جاتے ہیں اور اس پر بدنامی اور ظلم وزیادتی کا لیبل چڑھ جاتا ہے۔ اس کے نام سے صاحب ایمان' پارسا' نیکوکار' پرہیزگار' فرمانبردار' خاصۂ خدا' عابد وزاہد' صالح' توبہ کرنے والا' بار بار اللہ کی طرف متوجہ ہونے والا' راضی برضا' اور پاک باز جیسے القاب نکل جاتے ہیں' اور اس کی بجائے فاسق و فاجر' سرکش' بدکار' فسادی' خبیث' راندہ درگاہ' زناکار' چور' قاتل' جھوٹا' خائن اور اغلام بازی کرنے والا' قطع رحمی کرنے اور دھوکا دینے والا' جیسے القاب اس کے سر تھوپ دیئے جاتے ہیں' اور یہ ظاہر ہے کہ یہ سب گناہ کے نام ہیں۔

﴿بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ﴾ (حجرات: ١١)

"ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام ہی برا ہے۔"

اس میں شک نہیں کہ گناہوں کے ان ناموں سے حساب لینے والے مالک حقیقی کا غضب بھڑک اٹھتا ہے' جس کے نتیجے میں جہنم کا گڈھا گنہگاروں کا ٹھکانا ہوتا ہے جہاں ذلت اور رسوائی ان کا مقدر ہوتی ہے' اور اس کے بالمقابل مہربان و رحیم آقا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ اب اگر معصیت کی پاداش میں اس کے نام کے ساتھ بدکاروں کا ٹائٹل لگے اور اس کا انجام وہ ہو جس کا اوپر ذکر کیا گیا تو

ظاہر ہے انسانی عقل اور اس کا ضمیر آپ اس کو ان برائیوں سے روکے گا اور اس کے بالمقابل اگر اطاعت اور تابعداری پر کامیابی' نیک نامی' اچھے القاب اور ان کے مطابق بہتر بدلہ کا وعدہ ہو تو ضمیر اس کی ترغیب دے گا اور آدمی کا دل بھی آپ اس کی طرف مائل ہو گا۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ جسے نوازنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا' جسے محروم رکھے اسے کوئی دے نہیں سکتا' جسے دھتکار دے کوئی اسے قریب نہیں کر سکتا' اور جس کو وہ اپنا مقرب بنائے کوئی اس کو دھتکار نہیں سکتا۔

﴿وَمَنْ يُهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهُ مِنْ مُكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَايَشَاءُ﴾ (حج: ۱۸)

''اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بلاشبہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

۲۳۔ گناہ اور معصیت کی ایک سزا یہ ہے کہ اس سے عمر کے اندر ہونے والی برکت مٹ جاتی ہے' روزی' علم' معرفت' عمل' کردار' تابعداری اور بندگی کی برکتیں مٹتی جاتی ہیں' اور یہی نہیں بلکہ دین و دنیا کی برکتیں بھی مٹتی جاتی ہیں' چنانچہ تم دیکھو گے کہ جو شخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے' اس کی عمر سکڑ جاتی ہے' اس کی دنیا کی برکتیں مٹا دی جاتی ہیں' اور روئے زمین سے برکتیں تبھی ناپید ہوتی ہیں' جب زمین والے گناہ اور معصیت میں ڈوب جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى آمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ﴾ (اعراف: ۹۶)

''اور اگر ان بستیوں [illegible] رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیز گار بن جا[illegible]تے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔''

﴿وَ[illegible] لَوِ [illegible]تَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنَاهُمْ مَاءً غَدَقًا لِنَفْتِنَهُمْ

فِيهِ﴾ (جن: ۱۷)

"اور اگر یہ لوگ سیدھے راستے پر ہوتے تو ہم ان کو بافراط پانی دیتے تاکہ اس سے ان کی آزمائش کریں۔"

ان گناہوں کی بدولت بندے روزی اور رزق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ:

﴿اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رَوْعِيْ اِنَّهُ لَنْ تَمُوْتَ نَفْسٌ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ فَاِنَّهُ لَا يَنَالُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِطَاعَتِهِ وَ اَنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الرُّوْحَ وَالْفَرَحَ فِي الرِّضٰى وَالْيَقِيْنِ وَجَعَلَ الْهَمَّ وَالْحُزْنَ فِي الشَّكِّ وَالسُّخْطِ﴾

"حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرے دل میں یہ بات کہی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک کہ اپنی پوری پوری روزی حاصل نہ کر لے' اس لئے اللہ سے ڈرو اور اچھی طرح جستجو کرو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کو اس کی اطاعت کر کے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے روحانیت اور خوشی کو خوشنودی اور یقین میں رکھ دیا ہے اور رنج والم کو شکوک اور اپنی ناراضی کے اندر پنہاں رکھا ہے۔"

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں جو حدیث ذکر کی ہے وہ اس سے پہلے گزر چکی ہے کہ:

((اَنَا اللّٰهُ اِذَا رَضِيْتُ بَارَكْتُ وَلَيْسَ لِبَرَكَتِيْ مُنْتَهٰى وَاِذَا غَضِبْتُ لَعَنْتُ وَلَعْنَتِيْ تُدْرِكُ السَّابِعَ مِنَ الْوَلَدِ))

"میں اللہ ہوں' میں جب خوش ہوتا ہوں تو برکتوں سے نوازتا ہوں اور میری برکتوں کی کوئی حد نہیں ہوتی' لیکن غضبناک ہوتا ہوں تو لعنتوں

کی بارش کرتا ہوں۔ سات سالہ بچہ بھی میری لعنت کا شکار ہو سکتا ہے۔"

اور حقیقت یہ ہے کہ سخت دوڑ دھوپ کرنے سے روزی نہیں بڑھتی اور نہ زیادہ سے زیادہ ماہ و سال گزرنے سے آدمی عمر دراز سمجھا جاتا ہے بلکہ روزی کی فراوانی اور عمر کی درازی دونوں کا مدار ان کے اندر پیدا ہونے والی برکت سے ہوتا ہے۔

۲۴- گناہ اور معصیت کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی اپنی بنیادی ضرورتوں اور ان کے حصول سے الگ جا پڑتا ہے' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر کسی کو اپنے سود و زیاں کی فکر کرنی چاہئے۔ دنیا اور آخرت میں کس چیز سے اس کو نفع ہو سکتا ہے' اور کس سے نقصان لاحق ہو سکتا ہے' اس سے واقفیت کی حاجت اور ضرورت ہر کس و ناکس کو ہوتی ہے' اور جس کو ان کی زیادہ تفصیل معلوم ہوتی ہے' اسی کو زیادہ واقف کار اور ماہر سمجھ سکتا ہے' اور ان میں زیادہ عظیم اور باہوش وہ ہوتا ہے جس کو اپنے نفس اور اپنی قوت ارادی پر پورا کنٹرول حاصل ہوتا ہے' جو اپنے آپ کو مفید کاموں سے منسلک رکھتا ہے اور مضر کاموں سے بچاتا ہے' اور اس زاویے سے دیکھا جائے تو لوگوں کی علم و آگہی کی معراج مختلف ہوتی ہے۔ ہر ایک کی ہمت کی بلندی اور مرتبہ اور مقام ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتا ہے۔ چنانچہ زیادہ ماہر اور واقف اس کو سمجھا جاتا ہے جو نیک بختی اور بدبختی کی صورتوں کو سمجھتا ہے اور ان کے اثرات کی پہنچ سے بخوبی واقف ہوتا ہے' جیسے ناواقف اور نادان اس کو مانا جاتا ہے جس کی اتنی دسترس نہ ہو' لیکن ایسی حالت میں اگر معصیت کا ارتکاب ہوا تو بندہ سے خیانت سرزد ہوتی ہے۔ مذکورہ واقفیت اور مہارت کی روشنی میں جو بنیادی حاجتیں اس کو مل سکتی تھیں' وہ نہیں ملتیں اور منقطع ہونے والی ادنی لذتوں پر اعلی اور ابدی لذتوں کو ترجیح دینے سے بھی وہ قاصر ہو جاتا ہے۔ لیکن گناہوں کی بہتات' اس کمال عمل اور آگاہی سے

اس کو روک دیتی ہے اور جس میں دنیا اور آخرت کا مفاد مضمر ہو' اس سے بے بہرہ کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آدمی جب کسی ناگوار چیز میں پڑ کر اس سے **گلو خلاصی** کی راہیں تلاش کرتا ہے' تو اس کا دل اس کی خواہشات اور اس کے **اعضا و جوارح** سب' اس کو دھوکا دے دیتے ہیں اور سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اس کی مثال اس شخص کی سی ہوتی ہے جو شمشیر بکف ہو' لیکن اس کی تلوار کی دھار کند ہو' یا نیام میں بری طرح پھنس کر رہ گئی ہو' جب اس کو نکالتا ہو تو اسی میں الجھ کر رہ جاتا ہو۔ ظاہر ہے ایسی نازک حالت میں اگر کوئی دشمن سامنے آ جائے اور وہ شخص تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھ کر اسے نکالنے کے لئے کوشاں ہو اور تلوار میان میں پھنسی ہوئی ہو تو اس کے سوا اس کا کیا ہو گا کہ دشمن بڑھ کر اس پر حملہ کر دے گا اور اس کا کام تمام کر دے گا۔ اسی طرح دل پر جب گناہوں کے بکثرت داغ ہوں گے تو دل بھی زنگ آلود ہو کر بیمار ہو جاتا ہے' اور اس حال میں اگر دشمن اس پر حملہ کر دے' اس کا منہ توڑ جواب دینے کی اس کے اندر سکت نہیں رہتی' اور یہ حقیقت ہے کہ جو دل لگا کر دشمن سے لڑتا ہے' اس پر حملہ کرتا ہے اور جی کڑا کر کے آگے بڑھتا ہے' تو ہاتھ پاؤں بھی دل کا ساتھ دیتے ہیں۔ لیکن اگر ہاتھ بے زور ہوں اور ناطاقتی کے خوگر ہوں تو دفاع اور مقابلہ کیسے ممکن ہو گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب بندہ کسی دشواری' کرب یا آزمائش میں پڑتا ہے' تو اس کا دل' اس کی زبان اور اس کے اعضا اسے دغا دیتے ہیں۔ مفید تر کاموں سے گریز اس کی فطرت ثانیہ بنتی جاتی ہے۔ اللہ پر توکل کے لئے دل آمادہ نہیں ہوتا' اس کی بارگاہ میں رونے گڑگڑانے اور عاجزی کرنے کی طرف اس کا دل مائل نہیں ہوتا۔ اس کی زبان' اس کے احساسات کی ترجمان نہیں بنتی دل اور زبان میں یگانگت اور ہم آہنگی گھٹتی چلی جاتی ہے۔

اس سے زیادہ بد ترین تلخ اور بھیانک حقیقت یہ ہے کہ جب اس کا آخری

وقت آتا ہے اور مالک حقیقی سے ملاقات ناگزیر ہو جاتی ہے' تو اس گھڑی اس کی زبان اور دل اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور مرتے مرتے کلمہ شہادت نصیب نہیں ہوتا۔ چنانچہ بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑنے والے بہتوں کو لوگوں نے دیکھا ہے کہ آس پاس بیٹھنے والوں نے جب انھیں کلمہ کی تلقین کرنی چاہی اور لا الہ الا اللہ پڑھانا چاہا تو وہ کہتے تھے آہ آہ میں نہیں کہہ پا رہا ہوں۔ ایک شخص سے کہا گیا کہو لا الہ الا اللہ تو کہا' شاہ اور رخ (شطرنج کے دو مہروں) نے تجھے مات دی۔ یہی کہتے کہتے وہ مر گیا۔ دوسرے سے کہا گیا کہو لا الہ الا اللہ اس نے جواب دیا:۔

يَا رُبَّ قَائِلَةٍ يَوْمًا وَقَدْ تَعِبَتْ   كَيْفَ الطَّرِيْقُ إِلَى حَمَّامِ مِنْجَابِ

کوئی کہنے والی کسی دن تھک کر کہتی ہے (بصری میں) منجاب (بن راشد بن اصرم ضبی) کے حمام تک رسائی بھلا کیسے ہو گی؟

یہی کہتے ہوئے وہ مر گیا۔ ایک اور قریب مرگ کا قصہ ہے کہ اس سے کہا گیا پڑھو "لا الہ الا اللہ" وہ بے ہودہ گانا گانے لگا اور یوں کہنے لگا "تاننا! تنتنا..... !" اسی میں اس کی موت آئی۔ ایک سے کہا گیا تو اس نے جواب دیا' تم جو کہتے ہو' اس سے میرا کچھ فائدہ نہیں ہو گا۔ میں نے کوئی ایسا گناہ نہیں چھوڑا جو نہ کیا ہو' یہ شخص بھی مر گیا۔ لیکن اس کو کلمہ نصیب نہیں ہوا۔ ایک اور شخص سے کہا گیا تو اس نے کہا اس سے میرا کیا بنے گا؟ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ میں نے کبھی نماز بھی پڑھی ہے۔ یہ شخص بھی کلمہ نہیں پڑھ سکا اور مر گیا۔ ایک شخص سے یہی کہا گیا تو اس نے کہا میں کافر ہوں' تمھاری اس بات کو نہیں مانتا اور مر گیا۔ ایک شخص سے کلمہ پڑھنے کے لئے کہا گیا تو اس نے کہا میں جب کلمہ پڑھنا چاہتا ہوں تو میری زبان لپٹ جاتی ہے ایک بھکاری جس کا دم نکل رہا تھا' اس کے پاس بیٹھنے والوں نے بتایا کہ وہ مرتے مرتے کہہ رہا تھا' اللہ کے لئے ایک پیسہ دے دو'

ایک پیسہ اللہ کی راہ میں - اسی میں اس کی موت آئی - مجھ سے بعض تاجروں نے اپنے کسی عزیز کے بارے میں بتایا جس کی سانس اکھڑ رہی تھی اور وہ اس کی چارپائی کے پاس بیٹھا سن رہا تھا - لوگ کہتے تھے پڑھو لا الہ الا اللہ 'جواب میں وہ شخص کہتا تھا' یہ تنگ سستا ہے' وہ بیوپاری اچھا ہے' یہ ایسا ہے' یہی کہتے کہتے وہ مر گیا' نعوذ باللہ -!

اللہ کی پناہ! اس کی ذات ہر بری چیز سے مبرا ہے - یہ تو وہ واقعات ہیں جن کا لوگوں نے مشاہدہ کیا' جبکہ کتنے قصے یونہی بیت جاتے ہیں اور کسی کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ در حقیقت بات یہ ہے کہ آدمی جب عروج پر ہوتا ہے' اس کے اندر طاقت اور قوت شباب پر ہوتی ہے' تو "جوانی دیوانی" کے مصداق اس پر شیطان مسلط ہوتا ہے' اپنی من مانی اور اللہ کی معصیتوں میں اسے الجھائے رکھتا ہے اللہ کی یاد کو اس کے دل سے بھلا دیتا ہے' زبان سے خدا کے نام اور اعضاء و جوارح سے اس کی بندگی کو نکال پھینکتا ہے' اس گھڑی جب طاقت اور ہوش و حواس کے عالم میں اس کے اندر یہ سب غلاظت بھری ہوتی ہے' تو بھلا جب اس کے دن پھر جاتے ہیں اور وہ نحیف و نزار ہو جاتا ہے تو اس کے اندر سے کیا نکلے گا؟ اس وقت تو موت کا کرب اس کے چہرے سے نمایاں ہو گا۔ شیطان اپنی پوری قوت اس کے پیچھے جھونک دے گا اور پوری طاقت اس لئے لگا دے گا کہ یہ موقعہ اس کے ہاتھ سے نکلنے نہ پائے' کیونکہ اسی گھڑی کا عمل آخری عمل ہوتا ہے اور اگر شیطان کا داؤ چل جاتا ہے تو وہ بڑا بے لگام اور شہ زور ہو جاتا ہے' اور اگر اس کا بس نہیں چلتا تو اس پر اوس پڑ جاتی ہے۔ ان حالات میں اگر کوئی صاحب دل اس کا زور توڑ کر اس کی زد سے صاف نکل جائے تو اس میں شک نہیں کہ اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے -

جن کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَايَشَاءُ﴾

(ابراھیم: ۲۷)

''اللہ ایمان والوں کو پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ثابت (قدم) رکھتا ہے اور اللہ ظالموں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

لیکن ان کے بالمقابل ان لوگوں کو نیک انجام اور حسن خاتمہ کی توفیق کیونکر ملے گی جن کے دلوں کو:

﴿مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾ (کہف: ۲۸)

''ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں اور ان کا کام حد سے بڑھ گیا ہے۔''

بنابریں کوئی ایسا شخص خاتمہ بالخیر آرزو نہیں کر سکتا، جس کا دل پراگندہ ہو، جو اللہ سے کوسوں دور جا پڑا ہو۔ اس کی یاد سے غافل ہو۔ خواہشات اور نفس کا غلام ہو، شہوت کے ہاتھوں بے بس ہو۔ اللہ کی یاد آئے تو اس کی زبان کانٹا بن جائے، اس کی عبادت اور بندگی کا وقت آئے تو ہاتھ پاؤں ٹھٹھر کر اس کے قابو میں نہ رہیں اور وہ مصیبت کے اتھاہ سمندر میں ڈوب کر اندر ہی اندر تہہ نشین ہوتا چلا جائے۔

سچ تو یہ ہے کہ انجام کی فکر اور آخرت کے ڈر نے ایک طرف پرہیزگاروں کی کمر توڑ دی ہے اور دوسری طرف ظالم اور بدکار اس طرح مطمئن بیٹھے ہیں کہ آخرت میں عیش اور من مانی مراد حاصل کرنے کے لئے جیسے انھیں کوئی پروانہ مل چکا ہے۔!

﴿اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ﴾ (قلم : ۳۹-۴۰)

"یا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو قیامت کے دن تک چلی جائیں گی کہ جس چیز کا تم حکم کرو گے وہ تمھارے لئے حاضر کی جائے گی۔ ان سے پوچھو کہ ان میں سے کون اس کا ذمہ لیتا ہے؟"

عرب شاعر کہتا ہے ۔

یَا آمِنًا مَعَ قَبِیْحِ الْفِعْلِ مِنْهُ اَهَلْ　　اَتَاكَ تَوْقِیْعُ اَمْنٍ اَنْتَ تَمْلِكُهُ ؟

برے کردار کے ساتھ بے خوف رہنے والے کیا

تیرے پاس کوئی پروانہ امن ہے جو تیرے پاس ادھر ہے؟

جَمَعْتَ شَیْئَیْنِ اَمْنًا وَاتِّبَاعَ هَوًى　　هٰذَا وَاِحْدُ اَهُمَا فِی الْمَرْءِ تُهْلِكُهُ

تو نے دو چیزیں اپنے ساتھ اکٹھا کر رکھی ہیں' بے خوفی اور خواہشات کی پیروی' جبکہ ان میں سے ایک چیز اس آدمی کو ہلاک کرنے کے لئے کافی ہے۔

وَالْمُحْسِنُوْنَ عَلٰى دَرْبِ الْمَخَاوِفِ قَدْ　　سَارُوْا وَذٰلِكَ دَرْبٌ لَسْتَ تَسْلُكُهُ

نکوکار اور اچھے لوگ خوف اور دہشت کے دروازوں پر چل پڑے ہیں اور یہ وہ راستہ ہے جس پر تو چل نہیں سکتا۔

فَرَّطْتَ فِی الزَّرْعِ وَقْتَ الْبِذَارِ مِنْ سَفَهٍ　　فَكَیْفَ عِنْدَ حَصَادِ النَّاسِ تُدْرِكُهُ

بیج بونے کے وقت تو نے نادانی سے کوتاہی برتی - اب کیا جب لوگ کٹائی کریں گے تو بھی کٹائی کر سکے گا؟ (ہرگز نہیں!)

هٰذَا وَ اَعْجَبُ شَیْءٍ فِیْكَ زُهْدُكَ فِیْ　　دَارِ الْبَقَاءِ بِعَیْشٍ سَوْفَ تَتْرُكُهُ

یہ تو ہوا - پھر اس سے زیادہ زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ آخرت کے ابدی عیش اور وہاں کی زندگی سے تو منہ موڑے ہوئے ہے جبکہ عنقریب تجھے دنیا کی اس

زندگی کو چھوڑتا ہے۔

مَنِ السَّفِيْهُ إِذًا بِاللّٰهِ أَنْتَ ؟ أَمِ الْمَغْبُوْنُ فِي الْبَيْعِ غَبْنًا سَوْفَ تُدْرِكُهُ

تب اللہ کی قسم تو ہی بتا کہ بے وقوف کون ہے تو؟ یا وہ لوگ جو سودے میں سراسر خسارے میں ہیں اور یہ سب تیرے سامنے آ کر رہے گا۔

❋ ❋ ❋